سوال

ایک کنواری لڑکی نے خود ہی ایک شادی شدہ شخص سے ایک عالم دین اور دو گواہوں کے سامنے عالم دین کے گھر تھوڑے سے مہر کے عوض عرفی شادی کر لی، لیکن یہ شادی کسی کاغذ پر نہیں لکھی گئی بلکہ صرف زبانی کلامی ہوئی کیونکہ لڑکی کا والد فوت ہو چکا ہے، اور اس کا کوئی بھائی بھی نہیں اور لڑکی بالغ ہے اس شخص نے لڑکی سے رخصتی کے بعد دخول بھی کر لیا ہے اور وہ خفیہ طور پر ایک عرصہ تک خاوند اور بیوی بن کر رہ رہے ہیں لیکن اس کا لڑکی اور لڑکے کے خاندان والوں کو علم نہیں، بعد میں انکشاف ہوا کہ یہ شادی مستقل طور پر چل نہیں سکتی کیونکہ خدشہ ہے کہ لڑکی کے خاندان والے ہر سوچ کو رد کر دینگے لڑکی کے گھر والوں نے لڑکی کی شادی کسی اور شخص سے کرنے کا سوچ رکھا ہے وہ پسند بھی کرتے ہیں اور انہیں لڑکی کے خفیہ رازوں کا علم نہیں اب اس لڑکی کو کیا کرنا چاہیے، کیا یہ شادی صحیح تھی اور اس سے طلاق لینا ضروری ہے؟ اور یہ طلاق کس طرح ہو گی، کیا انہیں گواہوں کے سامنے زبانی طلاق ہو گی یا کیا کیا جائے، اور کیا دوسرے شخص کے ساتھ شادی کے وقت اس کے لیے ضروری ہے کہ اس نے شادی کی تھی، حالانکہ وہ آپریشن کے ذریعہ پردہ بکارت دوبارہ صحیح کروائے گی تا کہ شادی کے وقت رسوائی نہ ہو چاہے اس کی شادی ہو یا نہ ہو؟

جواب

الحمد للہ

اول :

جمہور فقھاء کے ہاں نکاح صحیح ہونے کے لیے ولی کی موجودگی جو باپ اور پھر بیٹا اگر عورت کا بیٹا ہو اور پھر بھائی اور پھر بھائی کے بیٹے اور پھوپھے، اور پھر چچا کے بیٹے اسی طرح قریب سے قریب تک عصبہ مرد ولی ہو گا

لیکن اگر ولی نہ ہو تو پھر حکمران یا قاضی ولی بنے گا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"نکاح ولی کے بغیر نہیں ہوتا"

سنن ابو داود حدیث نمبر (2085) سنن ترمذی حدیث نمبر (1881) اسے ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں صحیح قرار دیا ہے

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے :

"جس عورت نے بھی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے اور اگر وہ اختلاف کریں تو اس کا حکمران ولی ہو گا جس کا کوئی ولی نہیں"

مسند احمد حدیث نمبر (24417) سنن ابو داود حدیث نمبر (2083) سنن ترمذی حدیث نمبر (1102) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر (2709) میں اسے صحیح قرار دیا ہے

اس لیے اس لڑکی کی اس طریقہ پر شادی صحیح نہیں، کیونکہ یہ ولی کی غیر موجودگی اور موافقت کے بغیر انجام پائی ہے، اور اصل میں ان دونوں کے مابین علیحدگی اور تفریق کرانی ضروری ہے، اور اصل میں نکاح ہی غیر صحیح تھا اس لیے طلاق کی کوئی ضرورت نہیں

لیکن بعض علماء کرام کے قول کو مد نظر رکھتے ہوئے لیکن ان کا یہ قول ضعیف ہے بغیر ولی کے نکاح صحیح ہے اس لیے طلاق ضروری ہے، اور طلاق کے لیے خاوند طلاق کے الفاظ ادا کرے تو یہی کافی ہے، اور اس میں عقد نکاح میں گواہی دینے والے گواہوں کی موجودگی شرط نہیں

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اور جب عورت فاسد طریقہ سے شادی کرے، تو اس کی آگے اس وقت تک شادی کرنا جائز نہیں جب تک کہ وہ اسے طلاق نہ دے یا پھر نکاح فسخ نہ کر دے" انتہی

دیکھیں : المغنی (9/7).

اس لیے جب وہ اسے طلاق دے دے اور اس کی عدت گزر جائے تو اس عورت کے لیے کسی اور سے نکاح کرنا جائز ہے

دوم :

اس لڑکی کے لیے واجب ہے کہ اس سے شادی کے لیے آنے والے شخص کو اپنی پہلی شادی کہ بتائے، اور اس کے لیے پردہ بکارت صحیح کرانے کے لیے آپریشن کرانا جائز نہیں؛ کیونکہ یہ خاوند کے لیے دھوکہ ہے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جس کسی نے بھی دھوکہ اور فراڈ کیا وہ مجھ سے نہیں"

صحیح مسلم حدیث نمبر (101).

اور یہ تو اس وقت اور بھی یقینی ہو جاتا ہے کہ جب عقد نکاح میں لکھا جائے کہ لڑکی کنواری ہے، جیسا کہ سوال کرنے والی کے ملک میں پایا جاتا ہے

اور جو بھی اس کے لیے مشکل اور حرج کا سبب ہوا سے بتانا ہو گا، کیونکہ اس نے خود ہی جرم کیا ہے اور یہ حرام شادی کی تھی، اور لوگوں کی نظروں میں عیب بنی تھی لہذا اسے اس کا نتیجہ بھی بھگتنا ہو گا

لیکن اگر وہ اس سے اللہ کے ہاں سچی اور پکی توبہ کرتی ہے اور اللہ کی طرف رجوع کرتی ہے تو ان شاء اللہ تعالی اس کے لیے اس مشکل سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال دے گا

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ سب کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری اور اپنی پسند کے کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے

واللہ اعلم.

اسلام سوال و جواب

91688